Fiction Shelve

زین علی کے قلم سے

پیلے نیلے اور سرخ پھول

کچھ حادثے زندگی بدل دیتے ہیں۔

پیلے نیلے اور سرخ پھول

زین علی کے قلم سے

"مجھے پتا ہے۔" وہ چیخی تھی۔

وہ اسکے سامنے سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بولنے کیلئے منہ کھولتا ہی تھا کہ وہ اس پر برس پڑتی۔

"لاکھ بار سمجھایا ہے کام سے سیدھا گھر آیا کرو۔ کیا ضرورت ہے اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ گھومنے کی۔" وہ اونچا اونچا بول رہی تھی۔ "تم ان جیسے نہیں ہو۔ گھر میں تمہاری ایک عدد بیوی ہے اور تمہارے دوست رہے آوارہ گرد اور غیر شادی شدہ۔"

"میری جان۔۔۔! میری بات سن تو لو ایک بار۔" وہ مسکینیت سے بولا تھا۔

وہ چھ فٹ کا مرد اپنی پانچ فٹ تین انچ کی بیوی کے سامنے ایسے ہی بے بس ہو جاتا تھا۔

وہ اسکی ڈانٹ ہمیشہ خاموشی سے سنتا تھا۔

"خبردار جو مجھے ٹوکا۔" اس نے انگلی دکھا کر دھمکی بھرے انداز میں کہا تھا۔

وہ بے چارگی اسے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے۔" وہ ہولے سے بولا۔

وہ پوچھ رہا تھا یا اسے جتا رہا تھا کچھ سمجھ نہ آئی تھی۔

وہ خاموش ہو گئی۔

"یقین ہے۔۔۔" اس نے ایک پل کیلیئے اپنے شوہر کو دیکھا۔ "لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تمہیں کھلی چھٹی مل جائے گی اپنی من مانی کرنے کی۔"

"اچھا! سوری۔" وہ کھڑا ہوا۔ "اب ایسا نہیں ہو گا۔" اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "اب سے سیدھا گھر ہی آیا کروں گا۔"

سامنے کھڑی لڑکی مسکرا دی۔ یوں جیسے اسکا غصہ ہوا میں بھاپ بن کر اڑ چکا تھا۔

"منہ ہاتھ دھو لو۔" وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ "میں کھانا گرم کرتی ہوں۔"

وہ ہولے سے مسکرا دیا۔ یہ محبت سے 'سوری' کہنا ہمیشہ کام کرتا تھا۔

★★★

صارمہ اور کلال کی شادی ایک سال پہلے ہوئی تھی۔

صارمہ ہاؤس وائف تھی، بے حد خوبصورت تو نہیں تھی لیکن پیاری سی تھی۔

اسکے چہرے پر اسکی آنکھیں سب سے زیادہ پیاری تھیں۔اسکی آنکھوں کا رنگ ہلکا براؤن سا تھا۔

کلال آفس میں کام کرتا تھا۔ وہ کسی سافٹ وئیر کمپنی میں ایک عام سا اِمپلائی تھا، لیکن سب لوگ اسے آفس میں پسند کرتے تھے۔ جسمانی طور پر وہ کسی ایکشن فلم کا لمبا چوڑا ہیرو لگتا تھا۔ ویسے یہ بات بتانا ضروری تو نہیں لیکن وہ یونیورسٹی کے دنوں میں باکسنگ کیا کرتا تھا۔ پھر وقت بدلا اور شوق بھی۔

انکی شادی، پسند کی شادی تھی۔ صارمہ، کلال کے دوست کی گرل فرینڈ کی سہیلی تھی۔

وہ شادی سے پہلے دو بار ملے تھے، وہ بھی کلال اپنے دوست کے ساتھ اور صارمہ اپنی سہیلی کے ساتھ۔

دونوں میں بات بھی بہت کم ہوئی تھی لیکن کلال کو صارمہ بہت پیاری لگی

تھی۔ وہ ہولے ہولے بولتی تھی۔ یہ بات تو کلال کو شادی کے بعد پتا چلی کہ اسے اچھا خاصا بولنا بلکہ ڈانٹنا بھی آتا ہے۔

کلال نے فوراً اس کے گھر اپنا رشتہ لے کر اپنی امی کو بھیج دیا تھا۔ اس کی امی کو صارمہ بہت پسند آئی تھی۔

کلال کی امی سادہ سی خاتون تھیں۔

صارمہ خوبصورت تھی اور اس سے بڑی بات وہ گھر کا ہر کام جانتی تھی۔

خاص طور پر وہ کھانا بہت اچھا بناتی تھی۔

کلال کی امی کو صارمہ کے ہاتھ کا کھانا بہت مزیدار لگا تھا۔

امی کو گھر سنبھالنے والی لڑکی چاہیے تھی کیونکہ کلال کا اس کی امی کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ بہن بھائی تھے نہیں اور ابا کتنے ہی سال پہلے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے۔

کلال ایک محنت کش آدمی تھا اور اپنی ماں سے محبت کرتا تھا۔

جب کلال نے صارمہ کا بتایا تھا تو اسکی امی فوراً مان گئی تھیں کیونکہ کلال انکی اکلوتی اولاد اور اکلوتا سہارا تھا۔

کلال کی صارمہ سے شادی ہو گئی تھی۔ وہ دونوں بہت خوش تھے۔
کلال کی امی انکی شادی کے چھ ماہ بعد فوت ہو گئی تھیں۔
جب وہ حیات تھیں تو وہ اکثر صارمہ سے کہا کرتیں کہ تم کلال کو سنبھال کر رکھنا۔اس کی خدمت کرنا،اس سے پیار کرنا۔
صارمہ نے کلال کی امی کے ساتھ جتنا بھی وقت گزارا تھا وہ اچھا ہی گزرا تھا۔
صارمہ نے انکے آخری دنوں میں انکی بہت خدمت کی تھی۔
کلال اور صارمہ ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ میاں بیوی کے رشتے کے علاوہ وہ اچھے دوست بھی تھے۔ کلال اسے اپنی کہانیاں،اپنی باتیں بتاتا اور وہ اسے بتاتی تھی۔

★★★

"صارمہ۔۔۔! ایک سال ہونے والا ہے۔" وہ کھانے کی میز پر اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔
وہ اپنے لئے پلیٹ میں چاول نکال رہی تھی۔

"کیا۔۔۔" اس نے بے خیالی میں پوچھا۔

"مجھے اولاد چاہیے صارمہ۔۔۔! ایک سال ہونے والا ہے۔۔۔" وہ رک رک کر بول رہا تھا۔

وہ صارمہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا تاکہ اسکا ردِ عمل دیکھ سکے۔

"لیکن ہم نے تو پلان کیا تھا کہ ہم شادی کے دو سال بعد اولاد کا سوچیں گے۔"

"صارمہ۔۔۔! اماں چلی گئیں۔۔۔ تم مجھے اتنا ڈانٹتی ہو۔۔۔ مجھے بیٹا یا بیٹی دے دو ایک۔" وہ زندگی سے مایوس لگ رہا تھا۔

صارمہ نے ایک نظر اپنے شوہر کو دیکھا جسے اچانک اولاد چاہیے تھی۔

"اچھا اس بارے میں کل بات کریں گے۔ ابھی کھانا کھالو اور چلو آرام کر لو۔"

اس نے ایک نظر پیچھے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا۔

گیارہ بجنے والے تھے۔

"اچھا تم سوچنا اس بارے میں۔" وہ اتنا کہہ کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔

"یہ لو پانی۔" صارمہ نے گلاس میں ٹھنڈا پانی ڈال کر اس کے سامنے رکھا۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ اپنے چھوٹے سے باغیچے کی طرف آ جاتی تھی۔

اس باغیچے میں کئی رنگ کے پھول لگائے گئے تھے۔

وہ پانچ منٹ تک ان پھولوں کو دیکھتی رہی اور پھر پانی دے کر اندر چلی آئی۔

اس نے کلال کو دیکھا۔ وہ سو رہا تھا۔ وہ اسے جگا کر گئی تھی لیکن وہ دوبارہ سو گیا تھا۔ اب اسے دوبارہ جگانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

وہ دوبارہ لیٹ گئی۔

سورج نکل چکا تھا اور باہر سنہری روشنی ہر طرف پھیل رہی تھی۔

وہ سات بجے دوبارہ اٹھ گئی۔

اس نے کلال کا کندھا ہلا کر اسے جگانے کی کوشش کی پھر اچانک اسے یاد آیا کہ آج تو ہفتہ ہے، مطلب چھٹی کا دن۔

ویک اینڈز پر کلال دیر تک سویا کرتا تھا۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور گہری سوچ میں گم وہ کچن کی طرف چلی آئی۔

اسے اپنے لئے چائے بنانی تھی۔

اسکی صبح چائے کے بنا ادھوری ہوتی تھی۔

★★★

ساڑھے بارہ بجے کے قریب کلال نیند سے بیدار ہوا تو فریش ہو کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

"صارمہ۔۔۔! "وہ لونگ روم کی طرف چلا آیا تھا۔" ناشتہ بنا دو۔"

صارمہ صوفے پر بیٹھی خواتین کا کوئی ڈائجسٹ پڑھ رہی تھی۔"

اٹھ گئے آپ۔۔۔اچھا میں انڈے اور چائے بنا دیتی ہوں۔" وہ ڈائجسٹ کو کھلا ہی چھوڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

کلال نے ایک نظر ڈائجسٹ کو دیکھا۔ایک صفحے پر "بچوں کی پرورش" پر آرٹیکل لکھا ہوا تھا۔

وہ ہولے سے مسکرا دیا۔شاید وہ اس بارے میں سوچ رہی تھی۔"

صارمہ سنو۔۔۔! کل میں نے کچھ کہا تھا۔اس بارے میں سوچا تم نے؟"کلال اسکے پیچھے کچن میں چلا آیا تھا۔"

ہاں کلال میں نے سوچا ہے۔وہ دُودھ میں پتی ڈال رہی تھی۔۔"میں تیار ہوں لیکن مجھے ڈر ہے۔۔۔"

"وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ خوشی سے پھر حیرانگی سے۔

"ڈر کس بات کا۔" وہ اس کے قریب چلا آیا۔

"وہ تمہیں پتا تو ہے۔۔۔" وہ رک رک کر بولی تھی۔

"صارمہ تمہارے بھائی کے بساتھ جو بھی ہوا وہ تمہاری غلطی نہیں تھی۔ اس بے چارے کی زندگی ہی اتنی تھی۔"

"لیکن وہ حادثہ۔۔۔ اگر ویسا پھر سے میرے بچے کے۔۔۔"

"وہ حادثہ تمہاری غلطی نہیں تھی۔" اس نے اسے ٹوکا۔

"وہ مجھ سے گرا تھا اور وہ اللہ کے پاس چلا گیا۔ اگر وہ سب ہماری اولاد کے ساتھ ہو گیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے تھے۔ "اولاد کی خواہش مجھے بھی ہے لیکن مجھے ڈر ہے۔"

کلال نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"وہ تمہاری غلطی نہیں تھی اور میں ہوں نا ساتھ۔ میں خیال رکھوں گا۔ ہم دونوں مل کر خیال رکھیں گے۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔ "تمہارا بھائی تمہاری وجہ سے نہیں گرا تھا۔"

وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ وہ اس سے اونچا تھا۔

"لیکن۔۔۔"

اچانک کلال کی نظر چولہے پر رکھی پتیلی پر پڑی۔ دُودھ ابل کر چولہے پر پھیل رہا تھا۔

"ارے! وہ دودھ۔" اس نے جلدی سے چولہے کی گیس بند کی۔

"صارمہ! وہ تمہاری غلطی نہیں تھی۔" وہ دوبارہ اسکی طرف مڑا۔

صارمہ ایک طرف کھڑی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

"میں نے اپنے بھائی کو مار دیا۔۔۔ میری لاپرواہی کی وجہ سے وہ گرا تھا۔" وہ بھیگے لہجے میں بول رہی تھی۔

"صارمہ۔۔۔!" کلال نے اسے سینے سے لگا لیا۔

وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی اور وہ اسے چپ کروا رہا تھا۔

"صارمہ اس بات کو پندرہ سال ہو گئے ہیں۔۔۔ پلیز۔۔۔! تم خود تب بچی تھی۔۔۔ وہ حادثہ تھا۔"

دس منٹ مسلسل رونے کے بعد آخر کار وہ چپ ہو گئی تھی۔اس کی ناک سے پانی بہہ رہا تھا اور آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"تمہیں پتا ہے جب میرا بھائی مرا اس کے بعد خاندان والوں میں سے کوئی بھی مجھے اپنا بچہ اٹھانے نہیں دیتا تھا۔سب میرے پیچھے مجھے منحوس کہتے تھے۔" اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔"میں چھپ کر رویا کرتی تھی۔۔۔ساری زندگی مجھے اس حادثے کا غم رہا ہے۔"

کلال اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے پر بھی اداسی تھی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے اگر پھر سے ویسا کچھ ہو گیا تو لوگ مجھے سچ میں منحوس سمجھ لیں گے۔"

اس نے درر بھری آنکھوں سے کلال کو دیکھا۔

"صارمہ۔۔۔! تمہیں تمہارے نام کا مطلب پتا ہے؟" کلال نے اسکے آنسو صاف کیئے۔

اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا جو اچانک اسکے نام کا مطلب پوچھ رہا تھا۔اس نے ناسمجھی سے دائیں بائیں سر ہلایا۔

”صارمہ۔۔۔ مطلب بہادر عورت، ایسی عورت جو دلیری سے زندگی گزارے۔“

صارمہ خاموشی سے کلال کو دیکھ رہی تھی۔

اسے یاد آیا وہ اس حادثے سے پہلے زندہ دل تھی۔ دلیر تھی، بہادر تھی، لیکن پھر اس حادثے نے اسکی زندگی بدل دی۔

”تم ایسے ہی ہار نہیں مان سکتی۔ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا کہ تم اولاد کیلئے مان جاؤ، میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ زندگی ابھی طویل ہے اور بہت سی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس لئے تمہیں بہادر بننا پڑے گا۔“

وہ دونوں کچن میں رکھے کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔

صارمہ کی آنکھوں میں نمی تھی۔

”چلو اٹھو میرے لئے چائے بناؤ۔“ کلال نے مصنوعی غصے سے کہا۔

صارمہ نے ایک نظر اپنے محبوب شوہر کو دیکھا اور مسکرا دی۔

★★★

”باہر لنچ کرنے چلیں آج۔“ کلال بولا۔ ”کافی عرصہ ہو گیا ہے ہم ایک ساتھ

باہر نہیں گئے۔"

وہ دونوں باہر لان میں بیٹھے تھے۔

دونوں نے اپنا اپنا چائے کا کپ پکڑا ہوا تھا۔

"ہاں۔۔۔! کب جانا ہے؟" وہ بے دھیانی میں بولی۔

موسم اچھا تھا۔ نیلے آسمان پر سفید روئی دار بادل تیر رہے تھے۔

"دو بجے چلیں گے۔" وہ بولا۔ "ہماری پسندیدہ جگہ پر۔"

صارمہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"ویسے تم نے ٹھیک کہا تھا۔ مجھے بہادر بننا چاہیے۔"

کلال نے ہلکا سا سر ہلایا۔

"ہماری زندگیوں میں حادثے ہوتے ہیں، مشکلات بھی آتی ہیں لیکن اگر ہم انہی حادثوں اور مشکلات میں الجھے رہیں گے تو زندگی میں آگے نہیں بڑھ پائیں گے۔"

کلال ایک پل کو رکا۔ "میں مانتا ہوں اس طرح کے ٹراما سے نکلنا آسان نہیں ہوتا لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔"

”مجھے بھی اولاد کا شوق تھا، ہمیشہ سے لیکن۔۔۔ وہ ڈر۔۔۔ کہ کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے۔ پھر ساری زندگی میرے رشتے داروں اور فیملی نے مجھے وہ حادثہ کبھی بھولنے ہی نہیں دیا۔“ صارمہ اب رو نہیں رہی تھی وہ صرف اداس تھی۔ ”مجھے ہمیشہ وہ دن یاد آتا تھا جب میرا بھائی مجھ سے سیڑھیوں سے گر گیا تھا۔اس کے سر پر بہت گہری چوٹ آئی تھی۔ سارا فرش خون سے سرخ ہو گیا تھا۔“ اس نے ایک نظر کلال کو دیکھا۔

وہ کبھی بھی اس بارے میں بات نہیں کرتی تھی لیکن آج وہ بول رہی تھی۔

”اسکو ہسپتال لے جایا گیا تھا۔ وہ تین دن وہاں زندگی اور موت کی جنگ لڑتا رہا اور پھر وہ اللہ کے پاس چلا گیا۔۔۔اس کے گزر جانے کے بعد جب بھی میں ہنستی اماں اس حادثے کے بارے میں بولنا شروع کر دیتیں اور کہتیں کہ تو نے بھائی کو مار دیا اب ہنس ہنس کر مجھے بھی مار دے۔“

کلال صرف سن رہا تھا۔ بولنے سے صارمہ کا دکھ کچھ حد تک کم ہو جانا تھا۔

کہتے ہیں نا کہ خوشی میں کسی کو شامل کرنے سے وہ دُگنی ہو جاتی ہے اور دکھ میں

کسی کو شامل کرو تو وہ دکھ کم ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی صارمہ کے ساتھ ہونا تھا۔ اسکا دکھ کم ہو رہا تھا۔

"میں ہمیشہ اماں سے معافیاں مانگتی۔۔۔ ابا تو مجھ سے بات ہی نہیں کرتے تھے۔"

اس نے ایک نظر اپنے باغیچے کو دیکھا۔ پیلے نیلے اور سرخ پھول جھول رہے تھے۔ خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔

صارمہ کو پھول بہت پسند تھے، اس لئے اس نے اور کلال نے مل کر یہ چھوٹا سا باغیچہ بنایا تھا۔

"ابا مجھے کبھی کوئی کام کہہ دیتے تو بھاگ کر کیا کرتی تھی لیکن وہ کبھی بھی پیار سے نہیں دیکھتے تھے، نہ کبھی پیار سے بات کی۔"

صارمہ نے چائے کے کپ کو لبوں سے لگایا۔ چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

کلال نے پیار سے اسکے گال کو چھوا۔

★★★

دو بجے کے قریب وہ مون کیفے آ چکے تھے۔ اس وقت کیفے میں کافی لوگ تھے۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ مینیو کارڈ دونوں کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

ایک ویٹریس انکی طرف آئی تھی۔ "کیا لیں گے سر۔۔ میم؟"

"دو ڈبل چکن سینڈوچ، دو کافی کے کپ اور ایک بلیو بیری چیز کیک۔" صارمہ نے آرڈر دیا۔

کلال نے ایک نظر ویٹریس کو دیکھا اور سر اثبات میں ہلایا۔

ویٹریس نے دونوں کے سامنے رکھے گلاس میں پانی ڈالا اور واپس کچن کی طرف چلی گئی۔

ان دونوں کی میز کے سامنے ایک مچلنا بیٹھا ہوا تھا۔ عورت کی گود میں ایک ڈیڑھ سال کا پیارا سا گول مٹول بچہ تھا۔ نیلے رنگ کے کپڑوں سے صارمہ نے اندازہ لگایا کہ شاید وہ لڑکا ہے۔

وہ مچلنا اپنے بچے سے باتیں کر رہا تھا اور وہ اپنی توتلی زبان سے کچھ بولنے کی کوشش میں تھا۔

کلال کی نظروں نے صارمہ کی نظروں کا پیچھا کیا اور اسکی نظر بھی اس مچلتا اور اس پیارے سے بچے پر گئی لیکن وہ بولا کچھ نہیں۔

وہ عورت بار بار اپنے بچے کو بوسے دے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد انکا آرڈر آ گیا اور وہ اسے کھانے لگے۔

کلال اسے کوئی بات سنا رہا تھا اور وہ بے خیالی میں سن رہی تھی۔ شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

★★★

(دو سال بعد)

صارمہ ہسپتال کے گرین زون کے ایک کمرے میں بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے پھیکے سے رنگ کا ہسپتال کا گاؤن پہن رکھا تھا۔ بیڈ کے بغل میں ایک چھوٹا سا بیڈ تھا جس میں لال گلابی ننھی سی جان سو رہی تھی۔

یہ ننھی سی بچی کلال اور صارمہ کی پہلی اولاد تھی۔ کلال اسکے پاس کھڑا مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔

کلال نے جھک کر اسکے ماتھے کو چوما۔ وہ بہت نرم تھا۔ وہ روئی کی طرح نازک اور ہلکی تھی۔

انکی بیٹی ہوئی تھی۔ پریوں جیسی، پیاری اور گلابی سی۔

"کہاں ہے میری جان؟" کمرے میں صارمہ کی امی داخل ہوئی تھیں۔

انکا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ انکی اولاد کی اولاد ہوئی تھی وہ خوش ہوتی بھی کیوں نہ۔

ان کے پیچھے صارمہ کے ابا بھی تھے جو سیدھا اپنی بیٹی کے پاس آئے تھے۔

انہوں نے صارمہ کے سر پر پیار دیا اور بولے۔ "جیتی رہو میری گڑیا۔"

صارمہ نے ایک نظر اپنے ابا کو دیکھا اور پھر کلال کو۔

صارمہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میری شہزادی۔۔۔!" صارمہ کی امی نے بچی کو بہت دھیان سے گود میں لے لیا تھا۔

بچی انکے ہاتھ میں تھی اور انہوں نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا۔

انہوں نے اسے شفقت سے دیکھا۔ جیسے انہیں احساس ہو گیا ہو کہ انہوں نے اس کے ساتھ اس حادثے کے بعد بہت ناانصافیاں کی تھیں۔

"امی آپ اسکا نام رکھیں۔" صارمہ بولی۔

"خوشی۔۔۔" انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "خوشی کلال۔"

"پیارا نام ہے۔" کلال بولا۔ "اس نے ہماری زندگیاں خوشی سے بھر دی ہیں۔ ہماری پیاری خوشی۔"

کلال نے صارمہ کو سہارا دے کر ٹیک لگوا کر بٹھا دیا تھا۔

امی نے خوشی کو کلال کے حوالے کیا اور اپنی بیٹی کی طرف چلی آئیں۔

وہ اسکے گلے لگیں اور کان میں ہولے سے کچھ بولیں۔

صارمہ پھیکا سا مسکرا دی۔

اس نے اپنی بیٹی کو دیکھا اور امی کو خود سے الگ کیا۔

"امی! میں آپ سے ناراض نہیں ہوں بلکہ میں خوش ہوں کہ آپ اس وقت ہمارے ساتھ ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

کلال انہیں یوں دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔ آخر انکی ناراضگی ختم ہو چکی تھی۔

زندگی مزید حسین ہونے والی تھی۔

اچانک اسکے فون کی گھنٹی بجی۔اس نے خوشی کو بستر پر لٹایا اور جیب سے موبائل نکالا۔

"حیدر علی کالنگ" سکرین پر کال کرنے والے کا نام جگمگا رہا تھا۔

اس نے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

"مبارک ہو کلال!" حیدر علی کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

"خیر مبارک!" کلال نے جواب دیا۔"حسنا بھابھی اور مون کو لانا کسی دن ہماری طرف۔"

"ہاں پکا! ہم لاہور سے واپس آتے ہی چکر لگائیں گے۔"

کچھ دیر بات کرنے کے بعد اس نے کال بند کی اور موبائل کو جیب میں رکھ کر خوشی کی طرف چلا آیا۔

★★★

ختم شد